﴿دار الافتاء﴾

نصاب زکوۃ

موجودہ دور میں نصاب زکوۃ سونا چاہیئے یا چاندی؟

حضرت مولانا اللہ داد کاکڑ صاحب کے سوالنامے کا تفصیلی جواب

بنام دار الافتاء جامعۃ المرکز الاسلامی نصاب زکوۃ کے حوالے سے حضرت مولانا اللہ داد کاکڑ کا سوالنامہ موصول ہوا جس کے لئے دار الافتاء کی طرف سے تفصیلی جواب تیار کر کے تحریر کیا گیا۔ عصر حاضر میں مسئلہ ہذا کی ضرورت و اہمیت اور قارئین کے لئے اس عقدے کا حل ایک اہم مطالبہ اور تقاضہ تھا اس لئے مولانا موصوف کا سوالنامہ اور تحقیقی جواب نذر قارئین ہے جس کے پڑھنے سے قاری کے لئے تحقیق کے نئے عقدے کھل سکتے ہیں اور موضوع پر مزید تحقیق کی دعوت دیتے ہیں۔ (ادارہ)

سوال: جناب مفتی صاحب المرکز الاسلامی سادات بنوں آپ علماء کرام و مفتیان عظام اس اہم مسئلے میں کیا فرماتے ہیں؟ آج کل بھیڑ بکریوں کی متوسط قیمت پانچ چھ ہزار روپے ہے۔ اور دو ۲/۱ سو درہم (۵۲،۱/۲) تولہ چاندی، جو نصاب غنی ہے کی قیمت بھی تقریباً ساڑھے پانچ یا چھ ہزار روپے ہے۔ اب اگر آدمی کے پاس صرف چھ ہزار پاکستانی کرنسی ہو یا گھریلوں سامان حاجت اصلی سے زائد یا مال تجارت جس کی قیمت چھ ہزار ہو تو اس آدمی پر اضحیہ واجب ہے کیونکہ وہ چاندی کے نصاب سے غنی ہے۔ لیکن اگر وہ متوسط قیمت والی قربانی خریدے تو غنیٰ ختم ہو گیا۔ اور گھریلوں سامان کی صورت میں سامان فروخت کرے گا جو عرف و رواج میں عار محسوس ہوتا ہے یا پھر قرض لے گا اور اگر آدمی ملازم ہو اس نے پانچ رچھ ہزار تنخواہ اضحیہ کے دنوں میں وصول کیا دین سے فارغ تھا اب اگر وہ اس سے اضحیہ خریدے گا تو اہل و عیال آئندہ مہینے کیا کرینگے بلکہ اگر چاندی کا نصاب قیمت کے لحاظ سے لیا جائے تو آج کل تقریباً ہر ہر فرد پر قربانی واجب ہوگی اور اخذ زکوۃ سے منع ہو گا کیونکہ تقریباً ہر فرد کے پاس زائد کپڑے، لونگی وغیرہ سامان ہوتا ہے۔ قتل خطا کی دیت میں بھی یہی شبہ ہے کہ ایک جانب سو/۱۰۰ اونٹ دوسری جانب دس ہزار درہم کی قیمت تقریباً تین لاکھ سرقہ کے نصاب دس درہم کی قیمت تین سو روپے بنتا ہے اگر یہ تمام اشیاء سونے کی قیمت پر لیا جائے تو ۲/۱، ۷ تولہ جو بیس مثقال کے وزن کی قیمت تقریباً ۴۸۵۰۰ روپے ہے۔ ایک ہزار دینار جو قتل خطا کی دیت ہے کی قیمت تقریباً پچیس لاکھ ہے جو سو/۱۰۰ اونٹوں کے برابر ہے ایک دینار

کی قیمت ۲۵۰۰ سرقہ میں ہے اس افراط وتفریط کا وجہ یہ ہے کہ دیگر تمام اشیاء مہنگی ہوگئی صرف چاندی ارزان ہوئی کئی سالوں سے اس بارے میں میرا خلجان تھا۔ اس پریشانی اور خلجان کی تشفی حضرت مولانا مفتی مختار اللہ حقانی مفتی جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے اس تحقیقی مضمون سے حاصل ہوئی جو ماہنامہ ''الحق'' میں پانچ قسطوں میں گذشتہ سال جمادی الثانی رجب ۱۴۲۳ھ تا ذولحجہ ۱۴۲۳ھ اگست 2002ء ستمبر سے فروری 2003ء میں شائع ہوئی۔

آپ مفتیان صاحبان سے عرض ہے کہ اپنی گرانقدر معلومات اور فتویٰ اگر ہوسکے تو شوال کے اخر تک ارسال فرمائیں تاکہ بندہ علاقے کے علماء کے سامنے آپ کے فتاویٰ رکھدیں اور آئندہ اضحیہ کے وقت سے پہلے فتویٰ شائع کیا جائے۔

مورخہ ۲۷ رمضان ۱۴۲۴ھ بمطابق ۲۱ نومبر 2003ء

المستفی احقر العباد ''اللہ داد کاکڑ خطیب مرکزی جامع مسجد ژوب بلوچستان پاکستان ومہتمم مدرسۃ نورالاسلام ژوب''

مخدوم ومکرم حضرت مولانا اللہ داد کاکڑ صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

استفسار نامہ موصول ہوا تلاش علم وذوق تحقیق کا جذبہ صد لائق تحسین ہے خدا کرے کہ امت مسلمہ خصوصاً فقہ حنفی کے متبعین میں ایسے تشنگی اور ذوقِ تحقیق ومطالعہ کا جذبہ ہمیشہ کے لئے مستمر رہے۔

مسئلہ مسئولہ میں حضرت مولانا مختار اللہ حقانی صاحب مفتی دارالعلوم حقانیہ کے رائے کے ساتھ ہمارے دارالافتاء اور شعبہء تخصص کے شرکاء کا اتفاق ہے اس لئے حضرت مفتی صاحب کی رائے ہماری نظر میں زیادہ موزوں ہے اس لئے کہ اس میں امت کے لئے سہولت موجود ہے اور اسلامی نظریہ عدل وانصاف بھی اس کا متقاضی ہے چونکہ رائے مذکورہ حدیث کے ساتھ زیادہ مجاورت رکھتا ہے تو عمل بالحدیث کی رو سے بھی یہ رائے بہتر معلوم ہوتا ہے۔ صورت مسئولہ کا تفصیلی جواب ارسال خدمت ہے۔

اخوکم فی اللہ ﴿نعمت اللہ حقانی نگران شعبہء تخصص فی الفقہ الاسلامی، جامعہ المرکز الاسلامی بنوں﴾

تفصیلی جواب: موجودہ زمانے میں زکوٰۃ کی اصل معیار سونا چاہئے نہ کہ چاندی جیسا کہ علامہ یوسف القرضاوی نے لکھا ہے کہ اکثر معاصرین علماء کی رائے یہ ہے کہ چاندی کے نصاب کو اصل قرار دے کر اسی نصاب۔ یتعین کیا جائے علامہ موصوف نے لکھا ہے کہ

اس کی دو وجوہ ہیں ایک یہ کہ چاندی کے نصاب پر اجماع ہے اور مشہور وصحیح حدیث سے ثابت ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ چاندی کا نصاب فقراء کے حق میں زیادہ مفید ہے اس کے برخلاف بعض دیگر علماء جیسے شیخ ابوزہرہ، شیخ خلاف اور شیخ حسن نے سونے کے نصاب کو اصل قرار دینے کی تجویز کی ہے۔ علامہ یوسف القرضاوی نے بھی اس کو راجح قرار دیا ہے جو موصوف کے پہلے قول سے رجوع قرار دیا جائے گا۔ اس لئے کہ اموال زکوٰۃ کو اگر موازنہ کر کے دیکھا جائے کہ ۱۵/ پندرہ اونٹوں پر زکوٰۃ ہے ۴۰/ چالیس بکریوں پر زکوٰۃ ہے ۵/ پانچ وسق کھجور یا کشمش پر زکوٰۃ ہے تو ہمیں معلوم ہوگا کہ اسی عہد میں زکوٰۃ کے تمام نصابوں سے قریب سونا ہے چاندی نہیں۔ اس لئے مناسب یہی ہے کہ نصاب زکوٰۃ کے لئے سونا اصل قرار دیا جائے اس میں اگرچہ پہلے قول کے برعکس فقراء اور مستحقین کے حق میں نسبتاً فائدہ کم ہے مگر امت مسلمہ کے عام افراد جن کے ذمہ زکوٰۃ ہے ان کے حق میں سہولت ہے اس کے علاوہ موجودہ دور میں چاندی کے نصاب کے اعتبار پر بہت ہی کم مقدار مال پر زکوٰۃ عائد ہوگی جو اسلامی عدل وانصاف کے تقاضے کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔ (جدید فقہی مباحث ص ۶۵۵/ ۷)

وكمافي يسألونك ،وجاء في حديث انه عليه الصلوٰة ولسلام قال "انماالصدقة عن طهر غنى "رواه احمد واسناده صحيح ....والغنى الذى يوجب الزكاة عند الفقهاء ملك النصاب والمقصود بالنصاب هنا عشرون دينارًا وتعادل خمسة وثمانين غراماً من الذهب أومأتادرهم من الفضة وتعادل خمسمأته وخمسة وتسعون غرامامن الفضة ومن المعلوم أن مقدار النصاب من الذهب عشرون دينارًا كانت تساوى مقدار النصاب الفضة فى عهد رسول اللهﷺصلى اللهعليه وسلم ولكن سعر الفضة أخذفى الهبوط بعد ذٰلك العهد الى أن صار الفرق بين النصابين كبيراًجداً بينهمايعنى الذهب محافظاًعلى سعره الى وقتناالحاضر مع اختلا ف يسير حيث ان القوة الشرائية الذهب فى زمن رسول اللهصلى اللهعليه وسلم كانت تساوى (۱۰۰ % ...... ۱۲۰ %) مما هى عليه الأن لاأكثر (انظر مجلة المجمع الفقهى) ۵/ ۳/ ۱۶۰ ونظراً للهبوط الكبير فى سعر الفضة رأى كثير من العلماء أن تقدير النصا ب فى الزكاة بالذهب هو الصحيح نظرألثبات سعر الذهب دون الفضة قال الدكتوريو سف القرضاوى مر جحاً لهٰذا القول ويبدولى

أن هٰذاالقول سليم الوجهة قوى الحجة فبالمقارنة بين الانصبة المذكورة فى اموال الزكاة كخمس من الابل أوأربعين من الغنم أوخمسة أوسق من الزبيب أوالتمر تجد أن الذى يقاربها فى عصرنا الحاضرهو نصاب الذهب لا نصاب الفضة (فقه الزكاة ص ٢٦٤/ج ١)

ويقول وهبة الزحيلى ويجب اعتبا ر النصا ب الحالى كما هو كان فى اصل الشرع دون النظرالى تفا وت السعر القائم بين الذهب والفضة وتقدر الأوراق النقدية بسعر الذهب ولانه هو الاصل فى التعامل ولان عطاء النقود هو بالذهب ولان المثقال كان فى زمن رسول الله صلى الله عليه وسلم وعند اهل مكة هو أساس العملة :(الفقه الاسلامى وأدلته ص ٧٦٠/ج ٢)

وقال محمد الا شقر وقد ....مال فى هٰذ العصر بعض الفقها ء الى الرجو ع الى التقويم فى عروض التجارة والنقود الورقية الى نصاب الذهب خاصة ولذٰلك وجه بين وهو ثبا ت القدرة الشرائية للذ هب فان نصاب الذهب العشرين دينا راً كان يشتر ئ بها فى عهد النبى صلى الله عليه وسلم عشرون شاة من.............. شياه الحجاز تقريباً وكذٰلك نصاب الفضة المأتا درهم كان يشترى بها عشرون شاة تقريبا أيضاً أمافى عصر نا الحا ضر فلا تكفى قيمة مئتى درهم من الفضة الا لشراء شاة واحدة بينما العشرون مثقالاً من الذهب تكفى الأن لشراء عشرين شاةٍ من شياه الحجاز أو أقل قليلاً فهٰذا الثبات فى قوة الذهب الشرائية تحقق به حكمة تقدير النصاب على الوجه الاكمل بخلا ف نصاب الفضة (يسألو نك ص ٢٧، ٢٨/ج٣، ٤ للدكتور حسام الد ين عفى عنه)

الجواب صحيح

نعمت الله حقانى (مفتى جامعة المركز الاسلامى بنون)

کتبہ: مولوی ظفریاب (شریک درجہ تخصص سال دوم)